۸۔ **پاؤں دھونا:** پاؤں سب سے زیادہ دھول آلود ہوتے ہیں۔ چونکہ پاؤں اکثر ٹخنوں تک ننگے رہتے ہیں۔اور گردوغبار پڑتا رہتا ہے۔لہٰذا پاؤں دھونے سے پاؤں صاف ہوجاتے ہیں۔ان کا میل کچیل دھل جاتا ہے۔وضو میں پاؤں دھونے اور پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنے سے گردوغبار اور جراثیم بہ جاتے ہیں۔ہتھیلیوں کی طرح پاؤں کے تلووں کا بھی تمام اعصاب اور پیٹ، مثانہ، گردے، تلی، پتے اور جگر سے تعلق ہوتا ہے۔جو بھوک کی کمی، تیز بخار، اسہال، عرق النساء، بواسیر اور یرقان وغیرہ میں شفایابی کا معاون ذریعہ ہوتا ہے۔روشنی، ہوا اور پانی کے لیے بہاؤ ضروری ہے۔اور کسی بہاؤ کے لیے ضروری ہے کہ اس کا مظہر بنے اور خرچ ہو۔اس لیے جب نمازی پیر دھوتا ہے تو زائد محرکات کا ہجوم پیروں کے ذریعے ارتھ ہونے سے جسم کو اعتدال نصیب ہوتا ہے۔وضو میں سنت کے مطابق پاؤں دھونے سے نیند کی کمی، دماغی خشکی، گھبراہٹ اور مایوسی جیسے پریشان کن امراض دور ہوتے ہیں۔

آج کل بیوٹی پارلرز میں مینی کیور اور پیڈی کیور پر ڈھیروں پیسے لگا دیئے جاتے ہیں۔اگر پانچ بار نماز کے لیے صحیح طریقے سے وضو کیا جائے، تو اس خواہ مخواہ کے خرچ سے بچا جاسکتا ہے۔اس طرح نہ صرف بیرونی صفائی ہوگی، بلکہ انسان روحانی خوشی اور اطمینان بھی محسوس کرے گا۔﴿الا بذکر اللہ تطمئن القلوب﴾

دعا

اللہ کر[illegible]یری ارضِ پاک پر اترے
وہ فصلِ گل جسے اندیشۂ زوال نہ ہو
یہاں جو پھول کھلے وہ کھلا رہے صدیوں
یہاں خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو
یہاں جو سبزہ اُگے وہ ہمیشہ سبز رہے
اور ایسا سبز کہ جس کی کوئی مثال نہ ہو
گھنی گھٹائیں یہاں ایسی بارشیں لائیں
کہ پتھروں سے بھی روئیدگی محال نہ ہو
اللہ کرے کہ نہ خم ہو سرِ وقارِ وطن
اور اس کے حسن کو تشویشِ ماہ وسال نہ ہو
اللہ کرے کہ مرے اک بھی ہموطن کے لیے
حیات جرم نہ ہو، زندگی وبال نہ ہو

(احمد ندیم قاسمیؒ)

اخوتِ اسلامی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روئے زمین کا افضل طبقہ

ابو عبداللہ

کتب سابقہ میں اصحابِ کرام رضی اللہ عنہم کی بشارت:

ارشادِ الٰہی ہے: ﴿محمد رسول الله والذين معه أشداء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركعا سجدا يبتغون فضلا من الله ورضوانا سيماهم في وجوههم من أثر السجود ذلك مثلهم في التوراة ومثلهم في الإنجيل كزرع أخرج شطأه فآزره فاستغلظ فاستوى على سوقه يعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار﴾ [الفتح ۲۹]

آج بھی اسفارِ انبیائے کرام اور غیر الہامی مذاہب کی کتابوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے شاگردانِ باصدق وصفا کی پیشگوئی ہنوز موجود ہے۔ مثلاً

{۱} توریت سفر استثناء باب ۳۳ کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے: ''خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر آشکارا ہوا۔ وہ کوہِ فاران سے جلوہ گر ہوا اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا۔'' توریت کا ایک نسخہ دوسرے نسخہ سے الفاظ وعبارت میں قرآن کریم کے برعکس واضح فرق رکھتا ہے۔ قاضی محمد سلیمان منصور پوری نقل کرتے ہیں کہ ''وہ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا'' [رحمۃ للعالمین ۱/ ۲۳۰] حاشیہ (۱) الفیصل ناشران کتب لاہور]

{۲} حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کی کتاب [غزل الغزلات ۵/ ۱۰۔۱۶] میں ہے: ''میرا محبوب سرخ وسفید ہے۔ وہ دس ہزار میں ممتاز ہے۔ اس کا سر خالص سونا ہے۔ اس کی زلفیں پیچدار اور کوّے کی سی کالی ہیں۔''

{۳} ہندوستان کے قدیم بزرگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے تین ہزار سال قبل آپ اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق واضح بشارت دی۔ ان میں سے ایک بزرگ مہرشی ویاس کہتا ہے: ''اتنے ہی میں غیر زبان یا ملک کا ''معلمِ روحانی'' خطاب والا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نام سے معروف شاگرد اصحاب کے ساتھ آیا۔ راجہ اس ملک عظیم عرب کے رہنے والے کو گنگا کے پانی اور پنچ گویہ کے مرکب سے غسل کرا کے صندل خوشبو وغیرہ کے ساتھ پیش کرتے تھے۔'' [جگت گرو یعنی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۳ تصنیف صدیق دیندار چن بسویشور بحوالہ کلکی پران اور بھویشو کت پران]

صوفیائے کرام کی زبانی صحابہ کرام ﷡ کی منقبت:

- ائمہ اہل بیت رحمهم الله کے پاکیزہ خاندان سے جنم لینے والے سادات عظام، اولیائے کرام اور تصوّف مکتب فکر کے مشاہیر بھی صحابہ کرام ﷡ کے عالی مقام، ان کی رفعت وعظمت اور عدالت ودیانت کے حدی خواں تھے۔ سطور ذیل میں برسبیل مثال چند حضرات ائمہ تصوّف کے زریں ارشادات پیش خدمت ہیں:

{۱} علی ثانی المعروف سید امیر کبیر علی ہمدانی (۷۱۳-۷۸۶=۱۳۱۴ء) صحابہ کرام ﷡ خصوصاً خلفائے راشدین کی محبت کو جزو ایمان قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں" آپ ﷺ کے بعد آپ کے صحابہ کرام ﷡ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ اور ان میں سے سب سے افضل حضرات خلفائے راشدین ہیں، اور وہ چار بزرگ ہیں: حضرت ابوبکر الصدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، اور حضرت علی مرتضیٰ **رضوان الله عليهم اجمعين وعلى جميع المهاجرين والأنصار والتابعين الأبـرار**۔ اچھی طرح جان لو کہ تمام اہل اسلام خاص وعام کو مختصر طور پر کم ازکم اس قدر اصول ایمان کا جان لینا ضروری ہے اور جو شخص مسلمان کہلا کر حقائق ایمان میں سے اتنا بھی نہ جانتا ہو اس کا ایمان خطرے میں ہے۔[ذخيرة الملوك ص۲۸]

اوراد فتحیہ میں بھی یہ الفاظ صحابہ کرام کے ساتھ حسن عقیدت پر شاہد ہیں " **رضيت بالله ربا وبالإسلام دينا وبمحمد صلى الله عليه وآله وسلم نبيا ورسولا وبالقرآن إماما وبالكعبة قبلة وبالصلاة فريضة وبالمؤمنين إخوانا وبالصديق وبالفاروق وبذى النورين وبالمرتضىٰ أئمة رضوان الله تعالىٰ عليهم أجمعين**" [دیباچہ صحيفة السلوك ص۱۲، مدنی پبلی کیشنز۔ لاہور]

باب سوم [مکارم اخلاق اور حسن خلق] کے تحت عنوان آگے اس طرح باندھتا ہے" حاکم وبادشاہ کے لیے سیرت خلفائے راشدین کی پیروی لازم ہونے کے بیان میں جو سلاطین کے پیشوا اور حکام وعوام کے مقتدا ہیں" [صحيفة السلوك ص۹۷] اس طرح مختلف صحابہ کے ایمان افروز واقعات لائے ہیں، جن کے لیے صدر الدین رفاعی نے اس طرح عنوانات باندھے ہیں:" حضرت عمر کا خوف قیامت، حضرت صدیق وفاروق کا کمال، تربیت صحابہ"...... ذخیرۃ الملوک میں دیگر صحابہ کرام مثلاً ابوعبیدۃ بن الجراح، عروۃ بن الزبیر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن مسعود، انس بن مالک، ابوسعید خدری، عبداللہ بن مغفل، ابوہریرہ، عبداللہ بن سمرہ اور ابوموسی اشعری ﷡ وغیرہ کی روایات بھی موجود ہیں۔ اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ جناب امیر کبیر کی نظر میں صحابہ کرام ﷡ دین اسلام کے امانت دار تھے۔ ذخیرۃ الملوک کے مترجم کے بقول آپ

نے ''رسالہ خواطریہ'' میں ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو صحابہ کرام ﷡ کے متعلق زبانِ طعن دراز کرتے ہیں۔ آپ کی نظر میں صحابہ کرام بہترین مخلوق تھے اور خلفائے راشدین ﷡ کا دور بعد کے حکمرانوں کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

{۲} ابوالقاسم عبدالکریم بن عبدالملک القشیری الشافعی عقیدے کی کتاب " الرسالۃ القشیریۃ " میں فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ کے بعد امت میں سب سے افضل ہستی ابوبکر صدیق پھر عمر بن الخطاب پھر عثمان بن عفان پھر علی بن ابی طالب ﷡ ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا طاہرہ مطہرہ اور تمام ازواج مطہرات ہر قسم کے اخلاقی عیوب سے پاک وصاف ہیں تمام صحابہ کرام ﷡ کے بارے میں اچھی بات کرنا ضروری ہے، سب کے لیے ہم رحم کی دعا کرتے ہیں۔ حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما دونوں دنیا سے رخصت ہوتے وقت اپنی فروگزاشتوں پر توبہ کر کے گئے ہیں۔ ہم امیر معاویہ ﷜ پر بھی رحم کی دعا کرتے ہیں، کسی بھی صحابی ﷜ کے حوالے سے ہم زبانِ مذمت دراز نہیں کرتے۔ [کتاب الردعلی الرافضۃ ص ۳۷۱]

{۳} شیخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی اپنی کتاب " اعلام الھدیٰ '' میں فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''نبوت کی میراث علم ہے جس کے وارث صحابہ کرام ﷡ اور آپ ﷺ کے اہل بیت ہوئے، اے مخاطب تجھ پر ان تمام حضرات کے ساتھ محبت وعقیدت رکھنا فرض ہے۔ لہٰذا تو ایک جہت کو چھوڑ کر دوسری جہت کی طرف جھک نہ جانا، کیونکہ ایسا کرنا تو خواہش نفس کی پیروی ہے...... جہاں تک آپ ﷺ کے اصحاب صدق وصفا کا تعلق ہے ان میں سے حضرت ابوبکر ﷜ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں، یہی حال عمر، عثمان اور علی ﷡ کا بھی ہے۔ ایک مؤمن کے دل میں اس خیالِ بد کو کیونکر جگہ مل سکتی ہے کہ وہ اصحابِ رسول ﷺ میں جرح وقدح کرے؟! یہ لوگ تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ یک جان دو قالب کی مانند تھے جنہوں نے جانوں کا نذرانہ دیا، مال ومنال اسلام کے قدموں میں ڈالا، وطنِ عزیز کو خیر باد کہہ دیا اور آپ ﷺ کی صحبت کی خاطر خویش واقرباء اور یارانِ بچپن کا بائیکاٹ کیا۔''

اس کے بعد جناب موصوف نے اصحابِ رسول ﷺ کے خلاف بدزبانی کرنے والوں کو خوب رگیدا ہے اور ان کے ان اعمالِ شنیعہ کو شیطان کا حربہ قرار دیتے ہوئے ایک بار پھر اپنے عقیدے کو دہرایا ہے اور فرمایا: ''ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل ہستی حضرت ابوبکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی ﷡ ہیں۔ مزید فرمایا "لایدخل الخلوۃ...... کہ خلوت میں داخل نہیں ہوسکتا سوائے درست اعتقاد اور صحیح عقیدہ والے شخص کے، جو اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، کتابوں، انبیائے عظام، قیامت، جنت وجہنم اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان رکھنے والا ہو، اصحاب رسول ﷺ کے ساتھ محبت ومودت

رکھنے والا ہو، اور رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام کائنات پر ان کی فضیلت کا معترف ہو، اگر کوئی اس طریقے کے برعکس راستے پر ہو تو وہ خلوت میں منافق وفاسق ہو کر داخل ہو گا اور بدعتی وزندیق ہو کر نکلے گا۔[اعلام الھدیٰ ص ۳۷۶]

{۴} شیخ ابوبکر بن اسحاق محمد بن ابراہیم کلاباذی اپنی کتاب[التعرّف بمذھب اھل التصوف ص ۷۳] میں فرماتے ہیں: ''تمام صوفیاء اس امر پر متفق ہیں کہ سب سے افضل حضرت ابوبکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی ؓ ہیں۔نصوص پاک کی روشنی میں صحابہ کرام اور سلف صالحین کی اقتداء کرنا ضروری ہے۔صوفیاء، صحابہ کرام ؓ کے مابین پائے گئے اختلاف پر خاموشی اختیار کرتے ہیں، کیونکہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں حسنات کی ڈگری جاری ہو چکی ہے اور وہ ان اختلافات کو ان کے فضائل وعدالت کی نفی نہیں سمجھتے، وہ ان تمام صحابہ کو جنتی سمجھتے ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اس کی خوشخبری دی ہے اور انہیں جہنم کی سزا نہ ہوگی۔''[کتاب ابی حامدمقدسی ص۳۷۹]

{۵} شاہ سید محمد نوربخش (۷۹۵۔۸۶۹ھ) فرماتے ہیں: ''آل عظام اور اصحاب کرام پر بے حد درود وسلام ہو۔[انسان نامہ اردو ترجمہ ص۳۰]

دوسری جگہ بعنوان''ظاہری ومعنوی سلطنت کی یکجائی'' فرماتے ہیں:''ہر دور میں جہلاء کی ایک جماعت نے یہ باور کیا کہ مملکت اور سلطنت کی حکمرانی تقویٰ وطہارت کے منافی ہے۔یہ انتہائی حماقت اور باطل بات ہے اس لیے کہ اکابر انبیاء مثلاً ادریس، یوسف، داؤد، سلیمان، موسیٰ، مصطفیٰ علیھم السلام اور کمل اولیاء جیسے صدیق، فاروق، ذی النورین اور مرتضیٰ ؓ سلطنت صوری میں مشغول ہوئے جنہوں نے احکام حکومت کے اجراء، مملکت کے نظم وضبط اور رعایا کے فلاح وبہبود میں کمال دانائی کا مظاہرہ کیا۔اگر سلطنت صوری، سلطنت معنوی کے منافی ہوتی تو یقیناً اکابرین انبیاء اور کمل اولیاء سلطنت صوری میں ہرگز حصہ نہ لیتے۔''[انسان نامہ اردو مترجم ص ۹۷]

فاضل مترجم غلام حسن حسنو کتاب ہذا کے مقدمے میں فرماتے ہیں:''سید حسن شاہ شگری صاحب کا یہ کہنا کہ مولوی خلیل بلغاری نے باقی کتابوں کی طرح ان کا نام بھی چپکے سے تحریف کر ڈالا''اس دعویٰ کا علمی مؤاخذہ بایں الفاظ کرتے ہیں:''خلفائے راشدین کے نام والے یہ قلمی نسخے ان سے بہت عرصہ پہلے لکھے گئے ہیں۔مثلاً میرے پاس موجود نسخے اور سید عون علی کا نسخہ گیارہویں صدی کا ۱۵ شوال المکرّم ۱۰۴۰ھ، بلوشہ بارہویں صدی ہجری کے لکھے ہوئے ہیں۔اس وقت مولوی خلیل الرحمٰن کے پر دادا بھی پیدا نہیں ہوئے ہوں گے۔''[مقدمہ انسان نامہ ص۲۴] جناب حسنو صاحب کا استدلال ایک

نا قابلِ تردید حقیقت ہے۔

راقم بھی جناب حسو صاحب کے ساتھ اتفاق کرنے پر مجبور ہے کہ بالآخر وہ کونسی مجبوری یا ضرورت تھی کہ حاجی مرحوم کو تحریف کر کے خلفائے راشدین کا نام درج کرنا پڑا۔ اور کیا ایسی کوشش کامیاب ہونے دی جائے گی؟ عربی ضرب المثل ہے کہ " المرء یقیس علی نفسه" نیز وہ کونسی وجہ اور مانع حائل ہے کہ شاہ سید محمد نور بخش رحمه الله و دیگر صوفیائے عظام خلفاء راشدین مہدیین ﷺ کا ذکر جمیل نہ کریں۔ یہ تمام حضرات سطور اور صدور دونوں ذرائع سے ان نفوسِ عالیہ اور اولیائے کاملہ کا ذکر خیر کرتے ہیں۔ بر سبیل مثال دیکھیے: ذخیرۃ الملوك ، الرسالة القشيرية ، إعلام الهدىٰ، التعرّف بمذهب أهل التصوف ، نجم الهدىٰ ، كتاب هدايت ، كشف المحجوب وغیرہ جن میں خلفائے راشدین اور اصحابِ رسول ﷺ کی ثنائے جمیل فرطِ عقیدت کے ساتھ موجود ہے۔

سید محمد نور بخش اپنی کتاب [نجم الهدىٰ ص ٤٦] میں بعنوان "در نعت رسول مقبول ﷺ" فرماتے ہیں۔

اقربائش زاں تفوق یافتند | کہ باخلاقش تخلق یافتند
صدق در صدیق ﷺ او شد جلوه گر | عدل در فاروق ﷺ فرقِ نفع و ضر
از حیا تشریف ذی النورین ﷺ او | علم تزئین ابوالحسنین ﷺ او

فاضل مترجم و شارح جناب علی ہادی شگری پہلے تین مصرعوں کا عنوان "کمال انسانی اتباع محمدی میں مضمر ہے" کے تحت یوں ترجمہ کرتے ہیں: "آپ کے ہم صحبتوں کو اس لیے فوقیت حاصل ہوئی کہ انہوں نے آپ ﷺ کے اخلاق کے ساتھ تخلق اختیار کیا۔ چنانچہ صدق کی صفت آپ کے صدیق ﷺ میں، عدل کی صفت نفع و نقصان میں امتیاز فاروق ﷺ میں جلوہ گر ہوئی، حیا کی صفت ذوالنورین ﷺ کی تشریف آوری میں ہوئی اور علم ابوالحسنین علی ﷺ کی زینت ہوا۔"

آگے مترجم یوں تبصرہ کرتے ہیں: "رسول اکرم ﷺ کے آلِ اطہار اور صحابہ کرام کے بارے میں اظہار عقیدت" اس عنوان کے تحت شاہ سید صاحب کا یہ شعر ہے۔

فلکِ نوح از آل او کنز العلوم | پاک اصحابش ہدایت زا نجوم

ترجمہ: "آپ ﷺ کے آلِ اطہار جو کہ گنجینۂ علوم و معارف ہیں کشتی نوح کی مانند ہیں۔ اور پاک صحابہ کرام ہدایت کے روشن ستارے ہیں"۔ دوسرے مصرعے کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ اس کا اشارہ حدیث شریف " اصحابی كالنجوم فبأيهم اقتديتم اهتديتم " کی طرف ہے۔ واضح رہے کہ اصحاب رسول ﷺ کے تمام مصداق پاک ہی ہوں گے۔

لہٰذا ''پاک اصحابش'' کے مفہوم مخالف کا تصور لغو ہے۔ ہاں جس پر ''صحابی رسول'' ہونے کی تعریف پوری طرح صادق نہ آتی ہو تو اس کی نسبت رسول ﷺ کی طرف درست نہیں ہے۔ اور صحابی وہ ہے ''جس نے حالتِ ایمان میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا دیدار کیا ہو۔ آپ کی عملی زندگی کو اپنا چکا ہو اور مرتے دم تک اس کی رفتار اور کردار میں کوئی ایسی تبدیلی نہ آئی ہو جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی عملی زندگی کے منافی ہو''۔ [نجم الہدیٰ اردو ص ۳۷ ناشر ندوۃ اسلامیہ نوربخشیہ]

{۶} حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں: ''مرشد کو صحابہ کرام ؓ کی طرح ہونا چاہیے اور طالب کو تابعین کی طرح، یعنی سیکھنا اور سکھانا ان کے طریق پر ہو'' [کتاب ہدایت ص ۱۱] اور سنت نبوی کی اہمیت میں فرمایا کہ...... مرشد کامل وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کی طریق پر تعلیم دے۔'' [سابقہ حوالہ ص ۴۴]

{۷} جسٹس سید امیر علی (۱۸۴۹ء-۱۹۲۸ء) جناب موصوف سادات کے ایک شیعہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ خراسان سے نادر شاہ کے ساتھ ہندوستان آیا، کلکتہ میں انگریزی اور عربی کی تعلیم حاصل کی، قانون کا مطالعہ کیا اور بیرسٹری کی سند حاصل کی۔ انگلستان میں مستقل رہائش اختیار کی۔ متعدد کتب کے مصنف ہیں۔

جناب موصوف اپنی کتاب A short history of the saraacens میں خلفائے راشدین ؓ کے متعلق لکھتے ہیں کہ ''خلفائے راشدین ؓ کے زمانہ میں مسلمانوں کی جو سیاسی حالت تھی۔ اگر اس کا جائزہ لیا جائے تو جو منظر آنکھوں کے سامنے آتا ہے وہ ایک عوامی حکومت کا ہے، جس کا سربراہ ایک منتخب شدہ امیر تھا جو محدود اختیار کا مالک تھا۔ رئیس مملکت کے خصوصی اختیارات، انتظامی اہتمامی امور کے دائرہ کے اندر محصور تھے...... قانون سب کے لیے ایک تھا، امیر کے لیے اور غریب کے لیے بھی۔'' [دو متضاد تصویریں ص ۲۴]

غیر مسلم فضلاء کی شہادتیں:

{۱} جرمن مؤلف Catani اپنی کتاب [سنین الاسلام ۱۱/۴۲۹] میں رقمطراز ہے: ''سچی بات یہ ہے کہ ان صحابہ کرام ؓ میں ہر زاویے سے گرانقدر تبدیلیاں رونما ہو چکی تھیں۔ بعد میں پیش ہونے والی خونین اور جان لیوا جنگوں اور موقعوں پر انہوں نے ثابت کر کے دکھایا کہ محمد ﷺ کی تعلیمات کا بیج زرخیز مٹی میں لگایا گیا تھا۔ اور اچھی طرح پروان چڑھا تھا اور یہ ان گرانمایہ اور اعلیٰ ہستیوں کے ذریعے عمل میں آیا جو اعلیٰ وارفع صلاحیتوں اور ناقابل تسخیر قدرتوں کے حامل حضرات تھے۔ یہ لوگ مقدس کتاب اللہ کے ازبر حافظ، امین اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین، اوامر وارشادات کے پاسبان تھے۔ یہ ان